ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

ڈاکٹر رفعت چودھری
لیکچرار ، شعبہ اردو جی سی ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ
سیدہ مسکان فاطمہ، سیرت شہباز
اسکالرز، (اردو) جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

راحت اندوری بحیثیت عوامی شاعر

Dr.Rifat Choudhry*
Lecture, Department of Urdu, GC Woman University, Sialkot.
Syeda Muskan Fatima, Seerat Shahbaz
Scholars, GC Women University, Sialkot.

***Corresponding Author:**

Rahat Indori as a People's Poet

This article is an attempt to highlight the public dimensions of Rahat Indori's poetry. Rahat Indori is regarded as one of the prominent Urdu poets who gave voice to the emotions, concerns, and aspirations of ordinary people through his poetry. His work reflects public life, social inequalities, political awareness, and human values in a powerful manner. The simplicity, fluency, and impact of his language are among the distinctive features of his poetic style, which contributed significantly to the widespread popularity of his poetry among readers and audiences. This article examines Rahat Indori's public consciousness, poetic style, and social vision. The study reveals that he transformed poetry into an effective medium for expressing public sentiments and addressed the issues of his time with remarkable courage and artistic skill. These qualities establish him as an important public poet in contemporary Urdu literature.

KeyWords: *Rahat Indori, Public Poet, Public Consciousness, Political and Social Consciousness, Urdu Poetry, Social issues, Contemporary Thoughts.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36
ماخذ تحقیقی مجلہ

شاعری دلی جذبات کے اظہار کا نام ہے۔ اس کے ذریعے ایک شاعر اپنے دلی جذبات اور احساسات کا اظہار کرتا ہے اور اپنے خیالات کو الفاظ کی صورت میں دوسروں تک پہنچاتا ہے لیکن معاشرے میں بعض شعراء ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو صرف ذاتی احساسات و جذبات کی ترجمانی تک محدود نہیں رہتے بلکہ وہ عوامی مسائل کو بھی اپنے پیش نظر رکھتے ہیں، ایسے شاعر عوام کے دکھ ،درد، خوشی، غمی، محرومی ،غربت ،ناانصافی، جدوجہد ، ظلم ،بے روزگاری جیسے موضوعات کو اپنی شاعری کا بنیادی موضوع بناتے ہیں،ایسے شعرا کو "عوامی شاعر" کہا جاتا ہے۔ عوامی شاعر اپنی شاعری کے ذریعے عوام کے دلوں کی آواز بنتا ہے۔ ان کے جذبات اور مسائل کی ترجمانی کرتا ہے۔ وہ اپنی شاعری سے معاشرتی مسائل، سماجی ناانصافیوں، مظلوم اور نچلے طبقے کی عکاسی کرتا ہے۔

عوامی شاعر ایسا تخلیق کار ہوتا ہے جو عام لوگوں کے جذبات و احساسات اور مسائل کو اپنی شاعری کے ذریعے بیان کرتا ہے۔ علاوہ ازیں معاشرے کے عام انسانوں، مزدوروں، کسانوں اور دبے پسے ہوئے اور نچلے طبقے کے لوگوں کی بھی ترجمانی کرتا ہے۔ وہ اپنی شاعری میں حقیقت نگاری کو اوّلین درجے پر رکھتا ہے۔ عوامی شاعر کی شاعری خواص کی بجائے عام آدمی کے جذبات، مشکلات، تکالیف اور مسائل کی ترجمان ہوتی ہے۔ ایک عوامی شاعر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ عوامی مسائل کو اجاگر کرتا ہے ان کو اپنی شاعری کے ذریعے بیان کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی شاعری میں عوامی امنگوں، عوامی مسائل اور مقامی تہذیب کی سچی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ وہ اردگرد کے ماحول کا باریک بینی سے جائزہ لیتا ہے اور درپیش مسائل کی نوعیت کو سمجھتا ہے، پھر ان مسائل پر قلم اٹھاتا ہے۔

عہد جدید کے حالات وواقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن شعرا نے عوامی موضوعات پر طبع آزمائی کی ان میں راحت اندوری کا شمار صف اوّل کے شعرا میں ہوتا ہے۔ راحت اندوری اُن نابغہ روزگار شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے اپنے منفرد انداز بیان سے اردو شاعری کو وقار بخشا۔ اردو شاعری کا یہ روشن ستارہ جسے لوگ راحت اندوری کے نام سے جانتے ہیں یکم جنوری ۱۹۵۰ کو بھارت کے شہر اندور میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام شیخ راحت اللہ قریشی تھا۔ راحت اندوری نے نوتن ہائی سکول اندور سے انٹر میڈیٹ تک تعلیم حاصل کی۔ پھر انہوں نے اسلامیہ کریمیہ کالج اندور سے گریجویشن مکمل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ مالی تنگدستی کی وجہ سے سائن بورڈ بنانے کا کام بھی کرتے تھے۔ ۱۹۷۵ میں اودھ یونیورسٹی فیض آباد سے ایم اے اردو کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۸۵ میں برکت اللہ یونیورسٹی بھوپال سے پروفیسر آفاق احمد کی نگرانی میں "اردو کی ترویج و اشاعت میں مشاعروں کا حصہ" لکھ کر پی ایچ ڈی مکمل کی۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

راحت اندوری کو بچپن سے ہی شاعری کا شوق تھا۔مضطر مجاز حیدر آباد کے مطابق انھوں نے شعر گوئی کا آغاز پندرہ سال کی عمر میں کیا۔اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"انہوں نے شاعری کا آغاز ۱۹۶۵ سے کیااور ۷۰،۷۱ تک سارے ملک میں متعارف ہو گئے۔"(۱)

اس کے علاوہ راحت اندوری کی شاعری کی ابتداء کے حوالے عادل قریشی لکھتے ہیں:

"ہم گھر والوں کو ۷۰-۱۹۶۹ میں پہلی بار معلوم ہوا کہ راحت بھائی شاعری بھی کرتے ہیں۔ پہلا مشاعرہ والدہ صاحبہ کی سفارش پر ماموں صاحب نے دیواس میں پڑھوایا تھا۔ ماموں انتظامیہ کمیٹی کے رکن تھے۔ مشاعرے میں جب راحت بھائی نے اپنا کلام پیش کیا تو کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ ہم ۲۰-۱۵افراد جو اندور سے ساتھ آئے تھے ونس مور کا شور کرنے لگے جس پر عوام نے ہمیں ڈانٹ کر چپ کرا دیا۔ آج عالم یہ ہے کہ ساری دنیا میں راحت بھائی کا کلام سنا، پڑھا اور گایا جاتا ہے۔"(۲)

راحت اندوری نے کسی ایک گفتگو کے دوران بتایا کہ انھوں نے کم عمری ہی میں شاعری کا آغاز کیا اور اپنی پہلی غزل کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"مجھے یاد ہے میں نے کسی ادبی نشست میں پہلی مرتبہ جو غزل سنائی تھی اس کا مطلع یہ تھا۔
مقابل آئینہ ہے اور تری گل کاریاں جیسے
سپاہی کر رہا ہو جنگ کی تیاریاں جیسے
یہ ایک معمولی غزل یا کہئے کہ تک بندی تھی۔"(۳)

راحت اندوری نے اندور کی کلاسیکی اور روایتی شعری طرز کو نہیں اپنایا بلکہ ان کا شعری لہجہ اور انداز بیان دوسروں سے مختلف تھا۔انھوں نے روایتی ماحول سے ہٹ کر اپنی ایک الگ پہچان بنائی۔

راحت اندوری کی شادی دیواس میں ۲۷مئی ۱۹۸۶کو سیما نامی خاتون سے ہوئی۔ ان سے ان کی تین اولادیں ہیں۔ سب سے بڑی بیٹی جو ہی قریشی ہے اور دو بیٹے فیصل قریشی ، ستلج قریشی ہیں ۔راحت اندوری نے ۱۹۸۸میں مشہور شاعرہ انجم رہبر سے محبت کی دوسری شادی کی اور ان سے ان کا ایک بیٹا سمیر راحت ہے ۔ مگر یہ رشتہ زیادہ دیر نہ چل سکا اور ۱۹۹۳ میں دونوں کی طلاق ہو گئی۔طلاق کے بعد دونوں کی شرکت اتفاقاً ایک ادبی مشا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

ماخذ تحقیقی مجلہ

عرے میں ہوئی جہاں دونوں نے ایک دوسرے سے اپنی ناراضگی، دکھ درد کا اظہار اشعار کی صورت میں کیا۔ انجم رہبر کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

محبتوں کا سلیقہ سکھا دیا میں نے
ترے بغیر بھی جی کر دکھا دیا میں نے
بچھڑ نا ملنا تو قسمت کی بات ہے لیکن
دعائیں دے تجھے شاعر بنا دیا میں نے

راحت اندوری کے جواباً پڑھے گئے اشعار ملاحظہ کیجیے:

بچا کے رکھی تھی کچھ روشنی زمانے سے
ہوا چراغ اڑا لے گئی سرہانے سے
ہدایتیں نہ کرو نصیحتیں نہ کرو عشق کرنے والوں کو
یہ آگ اور بھڑک جائے گی بُجھانے سے [۴]

مشاعرہ اردو ادب کی ایک معتبر اور دلنشیں روایت ہے جہاں اہلِ سخن اپنے جذبات، افکار اور تخلیقی جوہر کا اظہار کرتے ہیں۔ مشاعرہ بزم سخن کی وہ دل آویز صورت ہے جس میں شعر و ادب کی خوشبو بکھرتی ہے اور سامعین فکر و احساس کی نئی دنیا سے آشنا ہوتے ہیں۔ راحت اندوری مشاعروں کا وہ درخشاں نام ہیں جن کی آواز اور انداز بیاں نے مشاعروں کو نئی حرارت بخشی۔ ان کا کلام جرات اظہار، فکری شدت اور عوامی احساسات کی بھرپور ترجمانی کرتا ہے۔ اسی بنا پر راحت اندوری کو مشاعروں کا بے تاج بادشاہ کہا جاتا ہے۔ راحت اپنے بے باک اور نڈر انداز بیان کی وجہ سے مشاعروں کی جان تھے۔ اس حوالے سے معروف شاعر عبید اعظم اعظمی کہتے ہیں:

"راحت اندوری مشاعرے کی جان ہوا کرتے تھے، ان کے سامنے کسی شاعر کا چراغ جلنا بڑا مشکل مرحلہ ہوا کرتا تھا، وہ اپنی شاعری اور تیور کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔" [۵]

راحت تحت اللفظ میں کلام پیش کیا کرتے تھے۔ جس سے آپ کو مشاعروں میں خاصی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس ضمن میں وامق جانپوری لکھتے ہیں:

"راحت ایک کامیاب ترین تحت اللفظ کا شاعر ہے۔ چند مبصرین اس کو مشاعروں کا سلطانہ ڈاکو کہتے ہیں۔ مجھ کو ان حضرات سے اتفاق نہیں اور اگر ہے تو صرف اس قدر کہ وہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

مشاعروں کو لوٹ لیتا ہے اور اس کے بدلے میں اپنے خاص اسلوب تحت اللفظ اپنے تازہ مزاج صحت منداور تلخ و شیریں کلام کو لٹادیتا ہے۔"(۶)

راحت نے کلاسیکی شاعر قیصر اندوری سے شعری اصلاح لی اور انھیں قیصر اندوری سے خاص عقیدت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے نام کے ساتھ قریشی کی بجائے قیصری لکھا کرتے تھے بعد میں راحت اندوری کے نام سے مشہور ہوگئے۔راحت کا پہلا شعری مجموعہ ۱۹۷۹"دھوپ دھوپ "راحت قیصری کے نام سے شائع ہوا۔ رئیس انصاری نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ:

"راحت کے بارے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ ابتدائی دور میں راحت اندوری راحت قیصری کے نام سے جانے جاتے تھے۔ان کا پہلا مجموعہ ڈاکٹر راحت قیصری کے نام سے شائع ہوا تھا۔"(۷)

ادب کی دنیا میں راحت اندوری کی خدمات ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ان کی تحریروں نے نہ صرف فکری وسعت عطا کی بلکہ قاری کے احساسات کو بھی نئی جہت بخشی۔راحت اندوری کے اب تک درج ذیل شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں "دھوپ دھوپ"، "رت بدل گئی"، "میرے بعد"،"پانچواں درویش"، "ناراض"،"موجود"اور"کلام"شامل ہیں۔

راحت اندوری نے نہ صرف ادبی دنیا میں بلکہ فلمی دنیا میں بھی مقبولیت حاصل کی۔انہوں نے بالی ووڈ فلموں کے لیے سپرہٹ گانے لکھے۔تم مانو یا نہ مانو(خوددار،۱۹۹۴)،تم سا کوئی پیارا(خوددار،۱۹۹۴)،نیند چرائی میری (عشق،۱۹۹۷)، دیکھو دیکھو جانم ہم (عشق،۱۹۹۷)، چوری چوری جب نظریں ملیں (قریب،۱۹۹۸)وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے منا بھائی ایم بی بی ایس، آشیاں، میناکشی، مرڈر، بیگم جان وغیرہ کے گانے لکھے۔

راحت کو ان کی ادبی و شعری صلاحیتوں کی بنا پر انعامات و اعزازات سے نوازا گیا۔انھوں نے اپنے ہم عصروں میں سے سب سے زیادہ اعزازات حاصل کیے۔انھیں"غزل ایوارڈ"، "ساہتیہ رتن"، "قومی ایکتا ایوارڈ"، "قومی یک جہتی ایوارڈ"، "اندرا گاندھی ایوارڈ"،"فراق گورکھپوری ایوارڈ"،"مرزا غالب ایوارڈ"جیسے اعزازات سے نوازا گیا۔راحت اندوری دل اور ذیابیطس کے مریض تھے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۰ اگست ۲۰۲۰ کو کووڈ۔ ۱۹(COVID-19)مثبت ہونے پر انھیں اندور کے اربندو ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا۔ ۱۱ اگست ۲۰۲۰ کو بندش قلب کے باعث ان کی وفات ہوئی۔ راحت نے اپنے آخری ایام میں اپنی آخری غزل لکھی ملاحظہ فرمائیں:

نئے سفر کا جو اعلان بھی نہیں ہوتا
تو زندہ رہنے کا ارمان بھی نہیں ہوتا
وبانے کاش ہمیں بھی بلا لیا ہوتا
تو ہم پہ موت کا احسان بھی نہیں ہوتا[۸]

راحت اندوری کی رحلت اردو شاعری کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ وہ اپنے بے باک لہجے، جاندار طرزِ اظہار اور فکر کی شدت کے باعث منفرد پہچان رکھتے تھے۔ اُن کی آواز اور اشعار مدتوں اہلِ ادب کے دلوں میں گونجتے رہیں گے۔

راحت اندوری جدید غزل گو شاعر ہیں۔ انھوں نے غزل کے روایتی مضامین کی بجائے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق عصری مسائل کو موضوع سخن بنایا۔ جس کی بنا پر ان کی شاعری اردو غزل میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ راحت اندوری نے انتہائی دلیرانہ اور نڈر انداز کے ساتھ ظالم و جابر حکمرانوں،سیاست دانوں،صاحب اختیار و صاحب اقتدار پر گہرا طنز کیا۔ انھوں نے اپنی شاعری میں ان سر براہان پر تنقید کے ساتھ عوام پر ہونے والے ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھائی۔ ان کے اسی نڈر، بے خوف انداز سے عوام متاثر نظر آتی ہے۔راحت کے انداز بیان کے حوالے سے ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد لکھتے ہیں:

”آج کے اس بے راہ روی اور قحط الرجالی کے دور میں ظالم سیاست دانوں رہنماؤں اور نا انصافیوں کے خلاف جس سلیقہ مندی آرٹ اور بے باکی سے کوئی شعر کہتا ہے تو وہ راحت اندوری ہے“[۹]

ان کی شاعری میں خودداری، غیرت، امید، حوصلہ اور آزادی کا پیغام واضح نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری میں جوش وولولہ، بے باکی اور اعتماد کا عنصر نمایاں ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36
ماخذ تحقیقی مجلہ

راحت اندوری ایک رومانوی شاعر ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں عشق، محبت، محبوب کو بہت اہمیت دی ہے۔ انھوں نے عشق و محبت میں محبوب کے ہجر و وصال کی کیفیات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ جس سے ان کی دلی کیفیات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اس کی یاد آئی ہے سانسوں ذرا آہستہ چلو
دھڑکنوں سے بھی عبادت میں خلل پڑتا ہے (۱۰)

ہر شخص کو محبت کے ساتھ جدائی کے کٹھن مرحلے سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ جدائی دنیا کی کڑوی حقیقت ہے جس کا سامنا راحت اندوری کو بھی کرنا پڑا۔ راحت اندوری نے انجم رہبر سے محبت کی شادی کی جس میں انھیں محبت میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا جس کا راحت کو تاعمر دکھ رہا۔ اس کا اظہار انھوں مختلف انداز میں اپنی شاعری میں بھی کیا۔

تیری ہر بات محبت میں گوارا کر کے
دل کے بازار میں بیٹھے ہیں خسارہ کر کے (۱۱)

راحت اندوری نے اپنی شاعری میں عشق و محبت کی مختلف کیفیات کا ذکر کیا ہے۔ راحت نے ہجر و وصال کو اس انداز میں بیان کیا ہے کہ کوئی بھی قاری یا سامع اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

راحت اندوری کے کلام کا نمایاں وصف طنز و تعریض ہے۔ راحت نے صرف سیاست اور معاشرے پر طنز ہی نہیں کیا بلکہ معاشرے کی اصلاح کے لیے تعریض کا بھی استعمال کیا۔ انھوں نے طنز و تعریض کے ذریعے سماج میں ہونے والی برائیوں، ناانصافیوں کو بے نقاب کیا ہے۔ انھوں نے سیاسی رہنماؤں اور اعلیٰ عہد داران پر گہرا طنز کیا ہے۔

امیر شہر تری طرح قیمتی پوشاک
مری گلی میں بھکاری پہن کے آتے ہیں
ہمارے جسم کے داغوں پہ تبصرہ کرنے
قمیضیں لوگ ہماری پہن کے آتے ہیں (۱۲)

راحت نے ان لوگوں پر بھی طنز کیا ہے جو خاموشی سے ظلم و ستم برداشت کرتے ہیں مگر اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے جس وجہ سے مظلوموں کو اور دبایا جاتا ہے۔ اس کا اظہار انھوں نے یوں کیا ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36
ماخذ تحقیقی مجلہ

خود کو پتھر سا بنا رکھا ہے کچھ لوگوں نے
بول سکتے ہیں مگر بات ہی کب کرتے ہیں (۱۳)
تم نے خود ہی سر چڑھائی تھی سو اب چکھو مزا
میں نہ کہتا تھا کہ دنیا درد سر ہو جائے گی (۱۴)

راحت اندوری کی شاعری کا نمایاں پہلو طنز و تعریض ہے جس کی وجہ سے انھیں طنزیہ شاعر بھی کہا جاتا ہے۔راحت نے بڑے جارحانہ اور دلیرانہ انداز سے سیاست اور سماج پر طنز کے نشتر چلائے ہیں اور انھیں کڑی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

راحت جہاں معاشرے سے افسردہ ہیں وہیں وہ پر امید بھی ہیں کہ یہ معاشرہ بدل سکتا ہے اس میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔راحت اپنی شاعری سے لوگوں کو حوصلہ دیتے ہیں تم پریشاں نہ ہو غم،تکلیف،مشکلات پوری زندگی نہیں رہتیں۔ان کی شاعری مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے پر اکساتی ہے۔ان کی شاعری میں امید اور حوصلہ نمایاں ہیں۔

اک نہ اک روز کہیں ڈھونڈ ہی لوں گا تجھ کو
ٹھوکریں زہر نہیں ہیں کہ میں کھا بھی نہ سکوں (۱۵)
امتحاں لیں گے یہاں صبر کا دنیا والے
مری آنکھوں! کہیں ایسے میں چھلک مت جانا (۱۶)

راحت اندوری ایک ایسے شاعر ہیں جو مشکل حالات سے نہیں گھبراتے۔وہ زندگی کے کٹھن حالات کو زندگی کا حصہ تصور کرتے ہیں۔

معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے۔ایسی جگہ جہاں تمام افراد مل کر رسم و رواج،روایات،اخلاقی اقدار اور قوانین کے ساتھ زندگی گزاریں، معاشرہ کہلاتا ہے۔معاشرے کے حالات و واقعات کا دارومدار سیاست پر ہوتا ہے۔اس لیے سیاست اور سماج کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔راحت اندوری کی شاعری کا بنیادی موضوع سیاست و سماج ہے۔ان کی شاعری رومانویت کی بجائے سیاسی و معاشی حالات کے گرد گھومتی ہے۔انھوں نے معاشرے میں زندگی گزارنے والے عام آدمی کے درد کو بیان کیا ہے کہ اس کو معاشرے میں رہ کر کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔انھوں

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

نے غریب اور بے روزگار عوام کے دکھ کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔انھوں نے اس موضوع کے ذریعے سیاسی لیڈروں پر گہرا طنز کیا ہے۔

رات کی دھڑکن جب تک جاری رہتی ہے
سوتے نہیں ہم ذمے داری رہتی ہے (۱۷)

اسی گلی میں وہ بھوکا فقیر رہتا تھا
تلاش کیجیے خزانہ یہیں سے نکلے گا (۱۸)

راحت اندوری نے سیاسی رہنماؤں پر کڑی تنقید کی ہے جو عوام کو سنہرے خواب دکھاتے ہیں ان سے بڑے بڑے وعدے کرتے ہیں عوام کے حقوق کی باتیں کرتے ہیں مگر ہمیشہ اس کے الٹ ہوتا ہے عوام کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔اس بارے میں راحت اندوری لکھتے ہیں:

دلوں میں آگ لبوں پر گلاب رکھتے ہیں
سب اپنے چہروں پہ دوہری نقاب رکھتے ہیں (۱۹)

راحت اندوری نے سیاسی اور معاشی حالات کی عکاسی بہت خوبصورتی سے کی ہے۔ان کی اسی خصوصیت کی بنا پر انھیں عوام اورآج کی نوجوان نسل بہت پسند کرتی ہے۔راحت نے اپنے کلام سے سیاست اور سماج کے بدصورت چہرے کو بے نقاب کیا۔راحت کا یہی انداز بیان انھیں دوسروں سے منفرد رکھتا ہے۔

راحت اندوری کو جدید دور کا عوامی ترجمان قرار دیا جاتا ہے۔کیوں کہ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے ایک عام آدمی کے دکھ ،درد، غربت اور اس کی استحصالی کو عام فہم زبان میں بیان کیا ہے۔عوامی ترجمان ہونے کی حیثیت سے راحت نے نہ صرف عام آدمی کی زندگی کو کھل کر اپنی شاعری میں بیان کیا بلکہ اعلی طبقے پر بھی طنزیہ نگاہ ڈالی اور ان کے ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کی۔ انھوں نے ہمیشہ نچلے اور مظلوم طبقے کے لوگوں کے چھوٹے بڑے مسائل کی عکاسی کی ہے۔علاوہ ازیں راحت نے عہد حاضر کے سیاسی وسماجی حالات کی منظر کشی اپنی شاعری کے ذریعے پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ڈاکٹر ظفر گورکھپوری لکھتے ہیں:

”راحت کی شاعری زندگی کے چھوٹے بڑے مسائل،عہد حاضر کی سیاسی اور سماجی حالات اور ایک عام آدمی کے دکھ،درد کی ترجمان ہے۔“(۲۰)

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

راحت اندوری مظلوم طبقے کی آواز بن کر سامنے آئے اور ان کے جذبات کی ترجمانی کی۔ ان کے مسائل ، محرومی، اور بے بسی کی روداد اپنی شاعری کے ذریعے بیان کی ۔ ان پر ہونے والے ظلم و تشدد اور اس کے نتیجے میں پھیلے ہوئے خوف وہراس کو راحت کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

بستی بستی دہشت کس نے بو دی ہے
گلیوں بازاروں کی ہل چل سمجھو نا[۲۱]

خیال تھا کہ یہ پتھراؤ روک دیں چل کر
جو ہوش آیا تو دیکھا لہو لہان ہم تھے[۲۲]

مختصر یہ کہ راحت اندوری اپنے ہم عصر شعرا میں بطور عوامی ترجمان بن کر سامنے آئے اور عوامی جذبات کی سچی ترجمانی کی۔ دبے پسے طبقے کے لوگوں کے دکھ، درد، بے بسی ، محرومیوں اور مجبوریوں کی داستان اپنی تحریروں کے ذریعے سنائی اور سرمایہ دار ظالم طبقے، جابرانہ نظام، سیاسی لوٹ، فریب اور سماجی ناانصافی کے خلاف آواز بلند کی۔

راحت اندوری معاشرے کی طبقاتی تفریق کو کڑی تنقیدی نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ معاشرے کے اعلی حکام اور سرمایہ داروں کو تنقید کا نشانہ بناتے تھے۔ راحت کے نزدیک جس معاشرے میں ذرائع و وسائل چند ہاتھوں پر مرتکز ہوں اور وہی چند نام نہاد اعلی حکام، جاگیر دار اور امراء ان وسائل پر قابض ہوں اور باقی تمام اکثریتی عوام بنیادی ضروریات تک سے بھی محروم ہو تو وہ معاشرہ انصاف اور مساوات سے خالی ہوتا ہے۔ لہٰذا راحت معاشرے میں انصاف ،مساوات اور برابری کے خواہاں نظر آتے ہیں ۔ راحت کی شاعری ان مظلوم اور غریب طبقے کے لوگوں کی نمائندگی کرتی ہے ۔ جن کی آوازیں طاقتور طبقے کے شور میں دب کر مٹ جاتی ہیں۔ معاشرے میں عام آدمی کے ساتھ روا رکھنے والے دوہرے سلوک پر راحت کچھ یوں لکھتے ہیں:

یہاں اک بوند کا محتاج ہوں میں
سمندر ہے، سمندر پار میرے[۲۳]

پیڑ سب ننگے فقیروں کی طرح سہمے ہیں
کس سے امید کی جائے کہ سایہ دے دے[۲۴]

راحت اندوری نے اپنی شاعری کے ذریعے معاشرے کے منافقت زدہ چہرے کو بے نقاب کیا ہے۔ معاشرے میں طاقت کے پرچار اور مظلوم کے حقوق کو غاصب کرنے والوں کو راحت تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ راحت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36
ماخذ تحقیقی مجلہ

کے نزدیک معاشرے میں کسی انسان کی توقیر و وقعت، عظمت اور بزرگی کا تعین اس کے اخلاق کردار یا انسانیت کی بجائے اس کی دولت، شہرت اور طاقت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان تضادات کی بنیاد پر طاقتور مزید اثر ورسوخ کا حامل ہو جاتا ہے جبکہ غریب اور کمزور طبقہ مزید محرومیوں میں ڈوب جاتا ہے۔ اس کے علاوہ نچلے طبقے کو مسلسل نظر اندازی بھی سہنی پڑتی ہے۔ راحت اندوری اس غیر منصفانہ نظام پر تنقید کرتے ہیں اور انسانی برابری اور سماجی انصاف پر زور دیتے ہیں۔ بقول راحت:

جھلس رہے ہیں یہاں چھاؤں بانٹنے والے
وہ دھوپ ہے کہ شجر التجائیں کرنے لگے [۲۵]
لوگ خود اپنے چراغوں کو بجھا کر سوئے
شہر میں تیز ہواؤں کا اثر ایسا ہے [۲۶]

راحت اندوری معاشرتی منافقت اور دوہرے معیاروں کو بھی سماجی ناانصافی کی ایک شکل قرار دیتے ہیں ۔ وہ اپنی شاعری کے ذریعے ان مزدور طبقے یا کسانوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ جو سارا سال سخت محنت اور جاں فشانی سے اپنا کام کرتے ہیں ۔ فصل اور دیگر ضروریات زندگی تیار کرتے ہیں۔ طاقتور طبقہ ان سے یہ سب چیزیں کوڑوں کے دام میں خرید کر آگے چیزیں سونے کے داموں بیچتا ہے۔ اس طرح ان مزدوروں کے سالوں کی محنت کے ثمر پر اعلیٰ طبقے اور حکمران قابض ہو جاتے ہیں ۔ راحت اندوری سماج کی اسی ناانصافی کو دیکھ کر شاعری میں طنزیہ لہجہ اختیار کرتے نظر آتے ہیں۔ بقول راحت:

میری غلیل کے پتھر کا کارنامہ تھا
مگر یہ کون ہے جس نے ثمر اٹھایا ہے [۲۷]

راحت اندوری نے اقتدار کے ایسے نظام کو تنقید کا ہدف بنایا ہے۔ جہاں فیصلے انصاف کی بنیاد پر نہیں بلکہ ذاتی مفاد کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں ۔ راحت کی شاعری سے بارہا یہ پیغام ملتا ہے کہ عام آدمی کی آواز کو ہمیشہ دبایا جاتا ہے اور کم تر حیثیت ہونے کی وجہ سے اسے ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا ہے۔ انھیں انصاف دینے میں بلاوجہ تاخیر کی جاتی ہے۔ معاشرے کے اسی غیر منصفانہ نظام کے خلاف راحت آواز بلند کرتے ہیں۔ راحت کے نزدیک معاشرے کا ایسا تعفن زدہ اور غیر منصفانہ نظام کمزور اور نچلے طبقے کے ساتھ ناانصافی کا رویہ روا رکھے ہوئے ہے۔ اسی لیے ایسے ماحول یا نظام میں کسی غریب یا کمزور آدمی کا زندگی گزارنا بے حد مشکل ہو چکا ہے۔ بقول راحت:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

زندہ رہنا کھیل نہیں ہے، اس آباد خرابے میں
وہ بھی اکثر ٹوٹ گیا ہے، ہم بھی اکثر بکھرے ہیں [۲۸]

مختصر یہ کہ راحت اندوری اپنے شاعری کے ذریعے کمزور اور نچلے طبقے کی آواز بنے اور ان کے حقوق اور شناخت کے لیے حکمرانوں اور سرمایہ داروں کے سامنے ڈٹے رہے۔ راحت اندوری نے غریبوں کے استحصال، ان کے ساتھ ہونے والی ناانصافی، ان کے حقوق کی پامالی اور انھیں حقیر سمجھنے والے سماجی رویوں پر اپنی شاعری سے کاری ضرب لگائی ہے۔

راحت اندوری نے اپنی شاعری کے ذریعے معاشرے کی تلخ حقیقتوں کو بیان کیا ہے۔ انھوں نے معاشرے کے ایسے دوغلے انسانوں کا چہرہ بے نقاب کیا ہے۔ جو چند دنوں کی شہرت پانے کے لیے اپنی اخلاقی اقدار ،عقائد اور اصولوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ شہرت کی ہوس میں ہر قسم کی اخلاقی اقدار کی حدود کو پامال کر دیتے ہیں۔ راحت ایسے معاشرے کو معاشرتی اور اخلاقی زوال کی علامت قرار دیتے ہیں۔ بقول راحت:

گالیاں لکھی گئیں اپنے خداؤں کے لیے
جس طرح بھی مل سکے لوگوں کو شہرت چاہیے [۲۹]

راحت اندوری نے معاشرے میں موجود سیاسی انتشار، جبر، ظلم، فرقہ ورایت اور سماجی ناانصافی کو واضح کیا اور ان سماجی برائیوں کی طرف توجہ دلائی۔ راحت اندوری نے اپنی شاعری کے ذریعے بتایا کہ اگر کہیں ظلم و زیادتی ہو رہی ہو یا کہیں جابرانہ نظام کا تسلط ہو اور لوگوں کے حقوق سلب کیے جا رہے ہوں تو اس پر سکوت اختیار نہیں کرنا چاہیے بلکہ بے خوف اور نڈر ہو کر اس نظام کو بدلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر ان سماجی برائیوں کی روک تھام نہ کی جائے تو پورا معاشرہ اس کی زد میں آسکتا ہے۔ راحت اندوری مصلحت پسندی اور خاموشی کے قائل نہیں تھے ۔بلکہ وہ اس خاموشی کو توڑنے کی ترغیب دیتے تھے اور ظلم اور ناانصافی دیکھنے پر آواز بلند کرنے کے حامی تھے۔ کیوں کہ ظلم دیکھنے پر اگر اسے روکا نہ جائے تو وہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ بقول راحت:

لگ گئی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں
یہاں پہ صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے [۳۰]

الاؤ گاؤں سے باہر رہے تو اچھا ہے
لگے گی آگ تو چنگاریاں بھی آئیں گی [۳۱]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

راحت اندوری اپنی تحریروں میں سیاسی انتشار پھیلانے والوں پر کڑی تنقید کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ان پر اس وجہ سے تنقیدی نگاہ ڈالتے ہیں کیوں کہ یہ سیاسی رہنما قومی مسائل کو سیاسی مفادات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ راحت نے ایسے منافق رہنماؤں پر کڑی تنقید کی ہے اور ان منافق چہروں کو بے نقاب کیا ہے۔

مختصر یہ کہ راحت اندوری نے معاشرے کے سیاسی انتشار، سیاسی لوٹ، ظلم، جابرانہ نظام، مفاد پرستی جیسی سماجی برائیوں کو موضوعات کے قالب میں ڈھال کر پیش کیا۔راحت اندوری نے نہ صرف اپنی شاعری میں بے باک انداز اپنایا بلکہ مشاعروں میں بھی ان کا انداز بیان، آواز کا اتار چڑھاؤ اور اشعار کی ادائیگی ان کی جرات مندانہ شخصیت کی عکاسی کرتی تھی۔ان کا یہی بے باک انداز آج بھی سامعین کے دلوں پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انھیں عوام میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی اور وہ عوامی شاعر کہلائے۔

حوالہ جات

۱۔طارق شاہین،عزیز عرفان، لمحے لمحے راحت اندوری شاعر اور شخص، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، ۲۰۰۲، ص ۴۳۳

۲۔ایضاً، ص ۴۲۸، ۴۲۷

۳۔ایضاً، ص ۴۳۸

۴۔حلقہ فکروادب، facebook، ۳ستمبر ۲۰۲۵

۵۔ندیم صدیقی، راحت اندوری ہمارے مشاعروں کے ہیرو تھے، قومی آواز، ۱۲اگست ۲۰۲۰

۶۔طارق شاہین،عزیز عرفان، لمحے لمحے راحت اندوری شاعر اور شخص، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، ۲۰۰۲، ص ۴۶

۷۔رئیس انصاری، ایک صدی میں ایک ہی راحت پیدا ہوتا ہے، ای ٹی وی بھارت، ۱۳اگست ۲۰۲۰

۸۔https://share.google/a4n7Z0DjAm9Bqak4p Source: Rekhta

۹۔طارق شاہین،عزیز عرفان، لمحے لمحے راحت اندوری شاعر اور شخص، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، ۲۰۰۲، ص ۲۰۸

۱۰۔راحت اندوری، کلام، کراچی، رنگ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۲۵، ص ۱۷۵

۱۱۔ایضاً، ص ۲۷۲

۱۲۔ایضاً، ص ۱۹۲

۱۳۔ایضاً، ص ۸۹

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-36

۱۴۔ ایضاً، ص۸۷

۱۵۔ ایضاً، ص۱۷۳

۱۶۔ ایضاً، ص۱۶۳

۱۷۔ ایضاً، ص۱۳۸

۱۸۔ ایضاً، ص۱۹۸

۱۹۔ ایضاً، ص۱۹۸

۲۰۔ لمحے لمحے راحت اندوری شاعر اور شخص، طارق شاہین، عزیز عرفان، اندور، الف پبلی کیشنز، ۲۰۰۲، ص۹۴

۲۱۔ راحت اندوری، کلام، کراچی، رنگ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۲۵، ص۵۷

۲۲۔ ایضاً، ص ۸۶

۲۳۔ ایضاً، ص۹۷

۲۴۔ ایضاً، ص ۳۲۳

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۷۰

۲۷۔ ایضاً، ص ۵۹

۲۸۔ ایضاً، ص ۵۸

۲۹ ۔ ایضاً، ص ۲۰۲

۳۰۔ ایضاً، ص۱۳۵

۳۱۔ راحت قیصری، دھوپ دھوپ، الہ آباد، کریمی پبلیکیشنز، ۱۹۷۹، ص ۸۲